OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 4, Issue 1 (January-March 2021)

سکھ مذہب میں درسِ محبت: "نذرِ نانک" کا خصوصی مطالعہ

Teaching of Love in Sikhism: A Study of "*Nazar-e-Nanak*"

Dr. Rabia Sarfraz
Professor, Department of Urdu, GCUF
Dr. Rubina Yasmin
Visiting Lecturer, Department of Urdu, Government College Women University, Faisalabad
Dr. Sumaira Akbar
Assistant Professor, Department of Urdu, GCUF

Abstract

"Nazar-e-Nanak" is a long Poem by Mahdi Nazmi. This poem is a symbol of love and peace. It is written about the life of Baba Guru Nanak Singh, the founder of Sikhism. He was born in Nanak on 15 April 1469-1539), also referred to as Baba Nanak was, the first of the ten Sikh Gurus. His birth is celebrated worldwide as Guru Nanak Gurpurab on Katak Pooranmashi ('full-moon of Kattak'), i.e. October–November. Baba Guru Nanak travelled far and wide across Asia teaching people the message of (One God). "A great leader posse a clear vision, is courageous, has integrity, honesty, humility and clear focus. Mahdi Nazmi tries to describe the mission of a great leader because Great leaders help to people reach their goals, are not afraid to hire people that might be better than them and take pride in the accomplishments.

Key words: Nanak, love, peace, leader, honor, goals

CC BY

تمہید

مہدی نظمی اعلیٰ درجے کے شاعر، ادیب اور صحافی تھے۔ وہ شاعر ہی نہیں ایک خطیب اور واعظ بھی تھے۔ ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ ان میں انسانیت سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ ان کی متعدد تصانیف میں انسانیت کا درس ملتا ہے۔ ان کی نظموں میں حب الوطنی کا جذبہ بھی موجود ہے۔ ایسے عظیم لوگ جنہوں نے اصولوں اور آدرشوں کی تبلیغ کی وہ مہدی نظمی کی شاعری کا موضوع بنے۔ بقول پروفیسر مونس رضا: "مثنوی کی طرز میں مہدی نظمی کی طویل نظم "نذرِ نانک" انتہائی قابلِ قدر تخلیق ہے۔ جس کو پڑھ کر یہ حقیقی امر پوری وضاحتی شکل میں سامنے آجاتا ہے کہ وہ انسانیت کے فروغ میں بڑا نمایاں رول ادا کرتے رہے۔ اس اہم ادبی خدمت کے حوالے سے بھی مرحوم لائق احترام ہیں۔"[1]

مہدی نظمی کو مسدس، اور مرثیہ نگاری میں بھی اہم مقام حاصل تھا۔ آپ کو بلا مبالغہ "انیس العصر" کہا جاتا تھا۔ آپ نے اپنی تصانیف پیغبرِ عالم، بوتراب و بت شکن، مظلوم کربلا کے چند مرثیے اور ہندوستان میں اپنی علمی اور تہذیبی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ناشر نقوی لکھتے ہیں: "اردو زبان کی مجموعی خدمات کا جب ہم تاریخ میں بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ایک نام پوری صدی پر محیط نظر آتا ہے وہ نام ہے مہدی نظمی کا۔ اخوت و محبت، قوم پرستی اور حب الوطنی کے ساتھ، سماجی، تہذیبی اور ادبی کا قدروں کے ساتھ وطن عزیز کی تعمیر پسند اور ترقی پسند روایتوں کا حامل مقبول شاعر، نڈر صحافی، صاحب طرز ادیب اور 200 سے زائد کتابوں کا مصنف مہدی نظمی اتر پردیش کے گورنر جناب محمد عثمان عارف کے بقول "ایک شخصیت نہیں ادارہ تھا بلکہ ادارہ نہیں ایک زمانہ تھا"۔ یہ وہ ہی قومی شاعر تھا جسے سابق صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین نے اپنے جیتے جی ہمیشہ "شاعر ہندوستان" کہا۔ موجودہ صدی کا یہ پہلا شاعر ہے جس نے شاعری کی ہر صنف کو اپنے معراجِ کمال تک پہنچایا ہے۔"[2]

مہدی نظمی اپنے دور کے عظیم شاعر و تاریخ گر قلمکار تھے اسی لیے ان کی یاد میں "مہدی نظمی میموریل سوسائٹی" کی طرح ڈالی گئی اور آپ کی ادبی خدمات کو عوامی سطح پر نمایاں کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ مہدی نظمی نے قومی نظم گوئی میں اپنا نمایاں مقام بنایا۔ ہندوستانی تہوار، ہنوستانی تہوار اور ہنوستانی مذاہب کے رہنماؤں پر نظمیں لکھیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی "نذرِ نانک" ہے۔

نذرِ نانک

نذرِ نانک مہدی نظمی کی ایک طویل نظم ہے جو انھوں نے بابا گرو نانک صاحب کے جیون پر لکھی ہے۔ یہ کتاب 1969ء میں شائع ہوئی۔ اس نظم کے بارے میں سردار ہربنس سنگھ لکھتے ہیں: "مہدی نظمی صاحب کی کتاب نذرِ نانک اردو زبان میں ایک اونچے درجہ کی گرونانک صاحب کے جیون پر نظم ہے اس میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو سکھ تواریخ کے عقیدہ کے مطابق نہ ہو۔"[3] مہدی نظمی نے اس کتاب میں بابا گرونانک کے جیون پر نہایت محققانہ انداز میں یہ نظم لکھی ہے۔ چونکہ بابا گورونانک ہند کے مشاہیر میں محبوب ترین شخصیت ہیں۔ انہوں نے وحدت کی تبلیغ کی، اخوت کا درس دیا، اخلاق اور انصاف کی پابند زندگی گزارنے کی تعلیم دی۔ ان کے نظریے کی اساس یہ ہے کہ خالق کو ایک ماننا اور مخلوق میں سب کو برابر جاننا۔ اسی اساس پر مبنی انسانی برادری کا پیغام دیا۔ اس نظم کے بارے میں "روزنامہ پرتاب" نئی دہلی میں لکھا ہے: "بھارت میں ایک نیا کلچر جنم لے رہا ہے اور مہدی نظمی اس نئے کلچر کے بہت بڑے نقیب ہیں"[4] مہدی نظمی اسلامی عقائد کے پکے ہیں انھوں نے کبھی کسی کسی مذہب کا مطالعہ تعصب کے تحت نہیں کیا۔ جبکہ مختلف مذاہب کے رہنماؤں کو انھوں نے کھلے دل سے خراجِ عقیدت پیش کیا۔

نذرِ نانک کے باری میں آنجہانی گیانی گورکھ مکھ سنگھ مسافر کا یہ قول بہت درست ہے کہ عقیدت کے بغیر ایسی نظم نہیں لکھی جا سکتی ہے۔اس کتاب پر اعلیٰ پائے کے ادیبوں نے اپنی رائے پیش کی ہے جن میں کنور سنگھ بیدی سحرؔ نے اپنے تاثرات کا اظہار اس طرح کیا ہے:"نذرِ نانک" بھی ایک مقدس اور حسین و دلکش سنگم ہے"[5]

بابا گورونانک

بابا گورونانک نے توہم پرستی، قیاس و گمان، تشکیک و تذبذب کو ختم کر کے نفس کے اطمینان کی راہ دکھائی۔اپنے عہد کے متصادم فرقوں میں انہوں نے جذباتی ہم آہنگی اور مفاہمت ارحجان پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی اور عوام الناس کی زندگی پر براہ راست اثرانداز ہونے والے مسائل کا قابل قبول حل تلاش کیا اور سچائی کی راہ دکھائی۔مہدی کی اس نظم کو پڑھنے سے امن و آتشی اور رواداری کا پیغام ملتا ہے علامہ گوپی ناتھ اس نظم کے بارے میں لکھتے ہیں:"گورونانک صاحب کی ہستی نہ صرف ہندوستان کی سکھ قوم بلکہ دنیا کی دیگر ممتاز ہستیوں میں سے ایک ہے انھوں نے اپنے عقیدے کے تحت باہمی محبت، بلند اخلاق اور باطل شکنی کا درس دیا وہ اس کے ماننے والوں کے لیے رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔جناب مہدی نظمی نے بڑی محبت کے ساتھ ان کے سوانح حیات کو نظم کیا ہے۔حضرت جوش ملیح آبادی اس حوالے سے لکھتے ہیں۔"فردوسِ لکھنؤ کی کھنکتی زباں" نے سونے پر سہاگے کا کام دیا ہے۔"[6]

قومی یک جہتی

مہدی نظمی ایسی شخصیت ہیں جنہیں تاریخ اور جغرافیہ کا وسیع علم تھا اسی لیے انھوں نے گرونانک صاحب کی ہستی کو بڑے دلکش انداز میں پیش کیا ہے۔یہ نظم قومی یکجہتی، سکھ بھائی چارے اور اخلاص کی بلندی کی تبلیغ کا بہترین نمونہ ہے۔آپ دنیا میں مروجہ مذاہب عقائد کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے وہ بابا گرونانک دیو کے اس قول کو صدق دل سے مانتے تھے کہ سچ سب سے بڑا ہے لیکن سچائی اس سے بھی بڑی ہے۔نذرِ نانک کے بارے میں جناب میر مشتاق احمد لکھتے ہیں:"یہ نظم نہ صرف اردو زبان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی تقریباً سب زبانوں کے لٹریچر میں یگانہ و بیش بہا خزانہ ہے"[7]

نذرِ نانک نظمی صاحب کی تیسری طویل نظم ہے۔جو نیشنلزم اور قومی یکجہتی کی آئینہ دار ہے۔اس نظم سے بیش بہا ملکی و قومی مقاصد کو بے انتہا فائدہ ہوا۔مہدی نظمی ایک فصیح بیان شاعر تھے جنہوں نے لفظوں کو سچے موتیوں کی اک لڑی میں پرو دیا۔مہدی نظمی نے نذرِ نانک لکھ کر رواداری کی ایک مثال قائم کی ہے۔اس نظم کے بارے میں پروفیسر ہریش چندر محلوالہ اپنی رائے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"اس نظم کی دوسری خوبی یہ ہے کہ کسی بھی مقام پر شاعر کے قدرتِ کلام میں کمی محسوس نہیں ہوتی۔پوری نظم جو کئی سو اشعار پر مشتمل ہے اپنی روانی، سلاست، اثر آفرینی اور فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے ایک ڈال ہے شاعر کی قوتِ بیان کی داد دینی چاہیے کہ نظم جیسے جیسے آگے بڑھتی ہے بلند سے بلند تر ہوتی چلی جاتی ہے اور ذرہ برابر بھی اس میں گراوٹ نہیں آتی۔"ہندوستان" اور بھارت درشن جیسی دو عظیم اور شاہکار نظموں میں مہدی نظمی کا جو قوت بیان ہے وہ نذرِ نانک میں اور زیادہ منجھی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔اختصار اور تسلسل اس نظم کی تیسری خوبی ہے۔میں نے کوئی بھی نظم نہیں دیکھی کہ اگر ایک شعر بھی کم کر دیا جائے تو سلسلہ نظم ٹوٹ جائے۔"[8]

مہدی نظمی نے اس نظم میں حالات و واقعات کو بہت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔انہوں نے مختلف عنوانات کے تحت نظم کو پابند نظم کے طور پہ پیش کیا ہے۔پہلا عنوان "پندرھویں صدی" ہے۔اس میں ہندوستان کا نقشہ، اس کی ثقافت کو تیس اشعار

میں بیان کیاہے جس میں بہت جامع تصویر کشی کی گئی ہے۔ یہ نظم مہدی کی فنکارانہ محنت اور مہارت کی عکاس ہے۔ انہوں نے ہندوستان کے ماحول کو ان الفاظ میں پیش کیاہے:

وہ ہوا جس دور میں ظاہر، وہ تھا دورِ سیاہ
جب تھے ہندو اور مسلماں ملک میں گم کردہ راہ
جب تھی تازہ خون کی بارش چمن میں ہر طرف
جب اندھیرا ہی اندھیرا تھا وطن میں ہر طرف
جھومتے تھے ظلم کے بادل، بھری برسات تھی
کانپتا تھا عدل ٹھٹھرن سے کہ ٹھنڈی رات تھی[9]

تعصب اور گروہ بندی کا خاتمہ

شاعر نے ہندوستان کے موجودہ حالات کو دیکھ کر تمام لوگوں کو تعصب اور گروہ بندی سے نکل کر مل کر رہنے کی تاکید کی۔ ان تعصبات کے دور میں ان انداز فکر روشنی کی ایک کرن تھا۔ لوگ نہ تو خود ایسا انداز اپناتے ہیں اور نہ دوسروں میں یہ سب پسند کرتے ہیں۔ دوسرا عنوان "طلوعِ مہر" میں بابا گرونانک کی پیدائش کا ذکر وہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

سدھوں نے یوں دیکھی تلونڈی پہ بارش نور کی
جیسے لَو لہرا کے بھڑکی چراغِ طور کی
مہتہ کالو راسے بیدی کا مکاں روشن ہوا
پھر طلوعِ مہرِ مشرق سے جہاں روشن ہوا
دولتاں دائی نے دیکھی شکل جب مولود کی
برگزیدہ روح کی صورت لبوں پر تھی ہنسی[10]

بابا گورونانک پنجاب کے ایک گاؤں تلونڈی میں پیدا ہوئے جو ننکانہ صاحب کے نام سے مشہور ہے اور تقسیمِ ہند کے وقت پاکستان میں آگیا۔ مبینہ روایتوں کے مطابق بابا گورونانک کی نشانیاں ان کی ولادت کے وقت ہی نمایاں تھیں۔ ولادت کے وقت ایسے مسکرا رہے تھے جیسے کوئی بڑا مسکراتا ہے۔ تیسرا عنوان "جنم پتری" جس میں وہ لکھتے ہیں:

زائچہ کہتا ہے بچہ ایشور کا روپ ہے
جوہرِ مطلق کے سورج کی سنہری دھوپ ہے
زندگی میں جاد کھائے گا بشر کو راہِ نیک
جو بنائے گا قلوبِ ہندو مسلم کو ایک
یہ گورو ہے نام بھی اِس کا مبارک نام ہے
اِیشور نے خود جو رکھا ہے وہ "نانک" نام ہے[11]

مہدی نظمی کا اندازِ تحریر بہت جامع ہے اور وہ ہر پہلو سے بابا گرونانک کی شخصیت کا جائزہ لیتے ہیں اور ادبی معیار کو بھی قائم رکھتے ہوئے نہایت عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہیں نذرِ نانک میں آنجہانی گیانی گورمکھ سنگھ مسافر اپنے ایک مضمون میں اس حوالے سے

لکھتے ہیں:" گورونانک دیو کا جیون ہر لحاظ سے ایک گہرا سمندر رہے۔ مہدی نظمی ایک کامیاب غوطہ زن ہیں جنھوں نے اس سمندر سے سچے موتی نکالنے میں صرف محنت سے ہی کام نہیں لیا بلکہ اپنے ادبی ہنر کی وجہ سے وہ ہر نقطہ سے اس کی تہہ تک پہنچتے ہیں۔"[12] اس کے بعد شاعر "بچپن اور تعلیم" کے عنوان سے بابا گرونانک کی تعلیم و تربیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

پانچویں منزل سے گزرا عمر کا جب کارواں
مدرسے بھیجا گیا وہ جب دستورِ جہاں
پاٹھ شالے میں سبق لینے کو جب پہلے پہل
سامنے بیٹھا گورو کے پیکرِ حُسنِ عمل
ذاتِ واجب، حرفِ اوّل یعنی معبودِ حروف
خالقِ نطق و کلام و علم و مسجودِ حروف
سُن کہ رُکن الدین یہ کہنے لگا، اے خوشخصال
تم گورو ہو حق نے بخشا ہے تمہیں علم و کمال[13]

کہتے ہیں کہ بابا گورونانک نے کوئی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی مدرسے میں جاتے رہے ہیں لیکن انہوں نے کوئی خاص پڑھائی نہیں کی۔ یہ پھیلی ہوئی دنیا ہی ان کے لیے نصاب کی کتاب تھی اور خود فطرت نے انہیں پڑھایا تھا۔ اوائل عمری میں وہ ہر مذہب کے لوگوں سے میل جول رکھتے تھے۔ ڈاکٹر ستنام سنگھ خمار اپنے ایک مضمون "محبت کی خوشبو" میں نذرِ نانک کے بارے میں لکھتے ہیں۔ "جناب مہدی نظمی بظاہر مسلمان ہیں لیکن نذرِ نانک کو پڑھ کر بحیثیت سکھ میں نے بارہا یہ سوچا کہ آخر ان کا مسلکِ حقیقی کیا ہے کیوں کہ ان کی یہ مظلوم تصنیف جس میں انہوں نے سب گرونانک دیو جی کی زندگی، پیغام اور ان کے منثورات کو نظم کا جامہ پہنایا ہے۔ اسے صرف شعری محاسن ہی کی خوبیوں کے میزان پر نہیں تولا جا سکتا بلکہ حسنِ عقیدت کے جو سچے موتی مہدی نظمی نے نذرِ نانک میں پیش کئے ہیں وہ اگر ان کے مسلک میں اشتباہ کو تقویت نہ دیتے تو ان کی عظیم المرتبت شخصیت کی تو تشریح کر ہی دیتے ہیں"[14]

اللہ کی وحدانیت پر یقینِ کامل

بابا گورونانک اللہ کی وحدانیت پر کامل یقین رکھتے تھے۔ وہ کہتے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ وہ عظیم ہے اور ہر شخص کہتا ہے کہ وہ عظیم تر ہے مگر اس کی عظمت کو وہی جانتا ہے جس نے اس کی تجلی کو دیکھا ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے بھی بابا گورونانک کے لیے ایک نظم "نانک" کے عنوان سے لکھی ہے:

قوم نے پیغام گوتم کی ذرا پروانہ کی
قدر پہچانی نہ اپنے گوہرِ یک دانہ کی
آہ! شودر کے لیے ہندوستاں غم خانہ ہے
دردِ انسانی سے اس بستی کا دل بیگانہ ہے
برہمن سرشار ہے اب تک مئے پندار میں
شمعِ گوتم جل رہی ہے محفلِ اغیار میں

بت کدہ پھر بعد مدت کے مگر روشن ہوا
نورِ ابراہیم سے آزر کا گھر روشن ہوا
پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مردِ کامل نے جگایا خواب سے [15]

اس نظم میں اقبال کی نے ہندوستان میں رہنے والے برگزیدہ بندوں سے عقیدت کا اظہار کیا ہے اور نہایت خلاوص، فراخ دلی اور وسیع المشربی کا اظہار کیا ہے۔ بقول خلیفہ عبدالحکیم: "ہندوستانی بچوں کے قومی گیت مینورہ کے پہلے ہی شعر کے دو مصرعوں میں چشتی علیہ الرحمتہ اور نانک دونوں کو پیامبرانِ توحید قرار دے کر کہتے ہیں:

چشتی نے جس زمیں میں پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے" [16]

بابا گورونانک کے عقیدے کے مطابق میرے مالک کی عظمت کو کوئی نہیں ناپ سکتا ہے۔ ان کے یہ اشعار جس میں وہ نانک کے حوالے سے کہتے ہیں کہ وہ بھی ایک خُدا کا ماننے والا تھا اور واحدانیت کا پرچار چاہتا تھا۔ بقول شاعر:

وہ پکارا تو ہی تو ہے، ماسوا کوئی نہیں
اے خُدا کوئی نہیں ہے، اے خُدا کوئی نہیں
پھول میں تُو، خار میں تُو، بحر میں تُو، بَر میں تُو
سَم میں تُو، تریاق میں تُو، مے میں تُو، ساغر میں تُو
نُور میں، ظلمت میں، دِن میں، شب میں، مہر و ماہ میں
تیرا ہی جلوہ ہے دنیا بھر کی جلوہ گاہ میں [17]

حیوانوں سے اظہارِ ہمدردی

اگلا عنوان "شکایت ایک دہقان کی" ہے۔ بابا نانک ایک دن مویشیوں کو جنگل میں چرانے کے لیے گئے تھے۔ ان مویشیوں کو چرنے کے لیے چھوڑ کے خود یادِ الٰہی میں محو ہو گئے۔ اس اثنا میں ان کے مویشیوں نے ایک کسان کے کھیتوں کو روند ڈالا۔ کسان نے اپنے نقصان کی شکایت کی۔ بابا گرونانک کی گائے کی شکایت لے کسان ان کے والد کے پاس آتا ہے کہ آپ کی گائے نے میرے کھیت کا نقصان کر دیا ہے تو اس کسان کی شکایت کے جواب میں لکھتے ہیں:

سُن کے نانک نے کہا "حد سے گذر سکتی نہیں"
میری گائیں کھیت بیگانے کا چر سکتیں نہیں
کھیت ہے شاداب، ہے سرسبز ہر برگ و گیاہ
اس کی ظاہر بیں نگاہوں کو ہوا ہے اشتباہ
واقعہ گزرا ہے کیا، اس بات کی تصدیق کو
آدمی بھیجا گیا تفتیش کو، تحقیق کو [18]

مہدی نظمی کی اس نظم کو پڑھ کر ان کی عقیدت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ بابا گرونانک کی زندگی اور ان کی شخصیت سے کتنے متاثر تھے۔ اس میں ان کے کلام کی خوبی اور کثرت میں وحدت کو ابھار دینے والا جذبہ قدرے واضح پایا جاتا ہے۔ مہدی نظمی کی اس طویل نظم میں زبان کی چاشنی، نایاب الفاظ کا استعمال اور منفرد انداز نظم کا خاصہ ہے۔ "کالو رائے مہتہ کا وسوسہ" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

راحتِ جاں زندگانی کا سہارا ایک تھا
عین فطرت تھی پریشانی کہ بیٹا ایک تھا
سوچتا تھا ہوگا کیا زنّار پہنانے کے وقت
دھرم کی تقریب میں احباب کے آنے کے وقت[19]

مہدی نظمی ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے ہندوستان کے ثقافتی معاشرے اور سکھ ازم کے روحانی پیشوا کے لیے بہت محبت اور عقیدت کے جذبات پیش کئے۔ انہوں نے بابا گرونانک کی زندگی کے تمام واقعات کو بڑی عقیدت و صداقت سے پیش کیا ہے اور سورج پر جل چڑھانے کی رسم کی نفی کو بھی بڑے منفرد انداز میں نظم کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ اس بارے میں ڈاکٹر ستنام محبت کی خوشبو میں رقم طراز ہیں:

"مہدی نظمی کی نذرِ نانک جو ایک صحیفۂ مقدس سے کسی طور کم نہیں کہی جا سکتی اس کی طہارت اور پاکیزگی فرقہ پرستی کی صف میں داخل ہو کر قوم پرستی کی نبرد آزمائی کے جگہ جگہ پہلوؤں کو نمایاں کرتی ہے۔"[20]

خلاصہ بحث

نذرِ نانک تہذیب رواداری اور اتحاد کی علامت ہے۔ جناب میر مشتاق احمد صفحہ 14 پر لکھتے ہیں کہ یہ نظمی صاحب کی تیسری طویل نظم ہے جو نیشلزم اور قومی یکجہتی کی آئینہ دار ہے۔ اس نظم میں بیش بہا ملکی و قومی مقاصد کو بے اندازہ فائدہ ہوا۔ اور یہ اردو ادب میں دُرِ شہوار ہے۔ اور تہذیبوں کی معمار ہے۔ اس نظم کو لکھتے ہوئے وہ سکھ ازم سے اس قدر متاثر دیکھائی دیتے ہیں کہ ان کی شخصیت ہی نہیں بلکہ ان کے نام پر بھی نانک صاحب کی واضح جھلک محسوس کی جا سکتی ہے۔ "مہدی نظمی کی شاعری میں مجھے جس خاص انفرادیت نے بہت متاثر کیا وہ ان کی نادر تشبیہات ہیں۔ ان تشبیہات میں بھی ایک خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے کسی بھی ایک تشبیہ کو دوبارہ استعمال نہیں کیا۔"[21] بطور مسلم تنقیدی نظر سے اگر اس نظم کے خالق کی شخصیت کو پرکھا جائے وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی نانک کے پرستار نظر آتے ہے جس سے ہم ان کی شخصیت کی ظاہری پرت سے بھی آشنا ہوتے ہیں اور باطنی کیفیات سے بھی واقف ہوتے ہیں۔

References

[1] Monas Raza, Pesh Lafz, Nashir Naqvi, Mahdi Nazmi Fun oar Shakhsiat (Ghaziaabad: Peoples Printers,1988),12
[2] Ibid, 14
[3] Mahdi Nazmi, Nazre-e-Nanak (Ghaziaabad: Hindustan Publications,1969), 7
[4] Nazmi, Nazre-e-Nanak, 8
[5] Nazmi, Nazre-e-Nanak, 10

[6] Nazmi, Nazre-e-Nanak, 11
[7] Nazmi, Nazre-e-Nanak, 15
[8] Nazmi, Nazre-e-Nanak, 18
[9] Nazmi, Nazre-e-Nanak, 33
[10] Nazmi, Nazre-e-Nanak, 37
[11] Nazmi, Nazre-e-Nanak, 38
[12] Nashir Naqvi, Mahdi Nazmi Fun oar Shakhshiat (Ghaziaabad: Peoples Printers,1988), 169
[13] Mahdi Nazmi, Nazre-e-Nanak, 37
[14] Nazmi, Nazre-e-Nanak, 31
[15] Allama Muhammad Iqbal, Kulyat-e-Iqbal, (Lahore: ANA Printers,2002), 289
[16] Khalifa Abdul Hakim, Dr, Fikar-e-Iqbal, (Lahore: Bazm-e-Iqbal,1988)70
[17] Mahdi Nazmi, Nazre-e-Nanak,30
[18] Nazmi, Nazre-e-Nanak, 35
[19] Nazmi, Nazre-e-Nanak, 39
[20] Nashir Naqvi, Mahdi Nazmi Fun oar Shakhshiat, 171
[21] Naqvi, Mahdi Nazmi Fun oar Shakhshiat, 174